114731 ـ نظر کمزور ہونے کی وجہ سے لینز لگانے کا انکشاف اور کمزور نظر والا بچہ پیدا ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے ؟

سوال

میری نظر کمزور ہے اور میں نظر کی عینك استعمال کرتا ہوں، میں جو صفات اپنی شریك حیات میں دیکھنا چاہتا تھا ان میں یہ بھی شامل تھا کہ اس کی نظر صحیح ہو تا کہ ہماری نظر میں توازن پیدا ہو سکے، لیکن عقد نکاح اور رخصتی کے بعد مجھ پر انکشاف ہوا کہ میری بیوی ایك آنکھ کی نظر کمزور ہونے اور ٹیڑھی ہونے کی بنا پر لینز لگاتی ہے، میں نے سوچا کہ یہ تھوڑا سا نقص ہے جو لیزر کے ساتھ دور ہو جائیگا، لیکن کچھ مہینوں کے بعد اسے حمل ہو گیا اور میں نے ایك لیڈی ڈاکٹر کو چیك کرایا تو اس نے انکشاف کیا کہ اس نے جس آنکھ میں لینز لگا رکھا ہے وہ بہت ہی زیادہ کمزور ہے اسے صحیح کرنے کے لیے لیزر کے ساتھ علاج کرنا مستحیل ہے.

ہمارے ہاں ایك بیٹا پیدا ہوا جب وہ دو برس کی عمر کا ہوا تو میں نے اسی ڈاکٹر کو چیك کرایا تو اس نے بچے کی نظر بھی شدید کمزور پائی اور اب وہ نظر کی عینك استعمال کرتا ہے میں ایك نئے حمل سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں اسے بھی یہی نظر کی کمزوری نہ ہو.

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں اس شادی سے خوش نہیں محسوس کرتا ہوں کہ میری بیوی نے مجھے دھوکہ دیا ہے کہ اس نے مجھے اس عیب کا بتایا نہیں، اور ہر وقت غمزدہ رہتا ہوں اور اکثر اس کو طلاق دینے کا سوچتا رہتا ہوں، لیکن بیوی اور اپنے بچے کے انجام کا خطرہ ہے کہ کہیں وہ ضائع نہ ہو جائے.

آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ شادی استخارہ کر کے کی تھی لیکن جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اور اللہ نے جو چاہا کیا جو مقدر تھا وہ ہوا، آپ مجھے کوئی مشورہ دیں کیونکہ میں بہت زیادہ پریشان ہوں، اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں اور اسے طلاق دینے کا مت سوچیں، اور اس کے متعلق اللہ سے ڈریں، اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ اور حسن سلوك کریں اور آپ دونوں اپنی اولاد کی تربیت کا خیال کریں تا کہ اسے اللہ تعالی کی اطاعت اور احسان کی پرورش کریں کیونکہ بچوں کی اچھی تربیت ایك ایسا بہت اور اچھا عمل ہے جو وہ اپنے رب کے سامنے پیش کرتا ہے.

اور انسان کو علم نہیں کہ اس کے لیے اور اس کے خاندان اور گھر والوں کے کہاں خیر و بھلائی ہے، ہو سکتا ہے اس کے لیے یہ بہت بڑی خیر ہو جو اللہ نے اسے دی ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں ان کی آزمائش اور ابتلاء ہو جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس میں جو دل چاہتا ہے کہ اس کا مالك بنے اس میں فتنہ ہو اور اس میں ایسی بھی ہے جسے ہم روك نہیں سکتے.

ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کی اولاد خوبصورت ہو اور اس میں کوئی شك نہیں کہ ایسا کرنا شریعت کے مخالف نہیں ہے، کیونکہ ایك مباح کی تمنا کر رہا ہے، لیکن جب اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں کوئی دوسری چیز کر دی تو پھر مسلمان کے لیے اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے، اسے علم نہیں کہ اللہ تعالی نے اس کو اور اس کی اولاد خوبصورتی نہ دے کر فتنہ و غرور اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے میں سے کیا چیز کو دور کیا ہے.

اسی لیے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ تعالی ہماری خلقت کی بنا پر ہمیں اجروثواب اور سزا نہیں دیگا، بلکہ سزا و اجروثواب تو عمل اور اخلاق کی بنا پر ہو گا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بلاشبہ اللہ تعالی تمہاری شکلوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ اللہ تعالی تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2564).

ذرا غور کریں درج ذیل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوبصورتی کے آثار بتائیں ہیں کہ کس طرح خوبصورت شخص کو اپنے آپ پر گھمنڈ ہوا اور وہ اچھا و خوبصورت سمجھنے لگا اور پھر اسی وجہ سے اس کی دنیاوی و اخروی ہلاکت ہو گئی.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ایك شخص اپنے جبہ میں چل رہا تھا اور اسے اپنا آپ اچھا لگنے لگا اس نے اپنے بال کنگھی کیے ہوئے تھے کہ اللہ تعالی نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تك زمین میں ہی دھنستا رہے گا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5452) صحیح مسلم حدیث نمبر (2088).

اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید کے بارہ میں اوپر ہم ایك بار عام اور ایك بار خاص کر بیوی کے متعلق کلام کر چکے ہیں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو البقرة (216).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

تم ان كے ساتھ اچھے طريقے سے بودوباش ركھو، گو تم انہيں ناپسند كرو، ليكن بہت ممكن ہے كہ تم كسى چيز كو برا جانو اور اللہ تعالى اس ميں بہت ہى بھلائى كر دے النساء (19).

حافظ ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

يعنى: ہو سكتا ہے كہ تمہارا ان كو ناپسند كرنے كے باوجود انہيں اپنے ساتھ ركھنے پر صبر كرنا تمہارے ليے دنيا و آخرت كے ليے بہتر ہے، جيسا كہ اس آيت كے بارہ ميں ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كہتے ہيں:

" وہ اس پر نرمى كرے اور اس سے اس كا بيٹا پيدا ہو جائے اور اس بچے ميں اس كے ليے خير كثير ہو گى.

صحيح حديث ميں ہے:

" كوئى بھى مومن مرد كسى مومن عورت سے بغض نہ ركھے اگر وہ اس كى كوئى خصلت سے ناراض ہو گا تو كسى دوسرى خصلت سے راضى ہو جائيگا "

ديكھيں: تفسير ابن كثير (2 / 243).

دوم:

ہم آپ كو يہ بتانا چاہتے ہيں كہ آپ نے اپنى بيوى ميں جو عيب پايا ہے اگر وہ ان ميں عيوب ميں سے ہوتا جس كى بنا پر آپ كے ليے نكاح فسخ كرنا اور آپ نے اسے جو كچھ ديا ہے وہ واپس لينا جائز ہوتا تو پھر آپ كے ليے اب اس حق كا مطالبہ كرنا جائز نہ تھا؛ كيونكہ آپ نے اس پر راضى ہو كر اس حق كو ساقط كر ديا تھا، اور آپ نے اس پر صبر كيا تھا اور اسے برداشت كر ليا تھا.

تو پھر كيا ہو گا جب آپ كو يہ معلوم ہو جائے كہ يہ ان عيوب ميں شامل ہے جس سے نكاح فسخ ہو جاتا ہے اور آپ نے جو كچھ ديا ہے اسے واپس لينا جائز ہے يہ مسئلہ علماء ميں اختلافى مسئلہ شمار ہوتا ہے.

اور علماء كے اقوال ميں صحيح قول يہ ہے كہ يہ حكم ان عيوب كا ہو گا جو نفرت كا باعث ہيں، اس كے علاوہ كسى عيب ميں نہيں، اور علماء كا اتفاق ہے كہ جب اس كا علم ہو جائے اور وہ اس پر راضى ہو جائے تو يہ حق ساقط ہو

جاتا ہے.

اس سلسلہ میں اہل علم کی کلام کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (103411) کے جواب دیکھیں.

ہم آپ کو یہی مشورہ دیتے ہیں، اور اللہ تعالی نے آپ کے لیے طلاق دینا مشروع کیا ہے، اور اگر آپ اسے اچھے اور احسن طریقہ سے رکھنا چاہتے ہیں اور اسے اس کے حقوق دینا چاہتے ہیں اور اپنی زندگی سے غم و ندامت دور کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ہم آپ سے یہی چاہتے ہیں اور ان شاء اللہ آپ سے امید بھی کرتے ہیں تو آپ اس پر عمل کریں جو ہم نے آپ کو نصیحت کی ہے، اور آپ زیادہ بچے پیدا کرنے کی کوشش کریں اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں، اور ڈاکٹر حضرات کی باتوں پر دھیان مت دیں کیونکہ اولاد کی صفات اس غیب میں سے ہیں جس کا علم صرف اللہ عزوجل کو ہے کسی اور کو نہیں.

اور اگر آپ کا بیوی کو اپنی عصمت میں باقی رکھنا نئے سرے سے ندامت کا باعث بنے اور غمزدہ کرے اور آپ اسے اس کے حقوق نہ دے سکیں تو پھر آپ کے لیے اسے اپنے پاس رکھنا حلال نہیں بلکہ اسے طلاق دینا واجب ہو جائیگا، اور آپ کے لیے اس کو اس کے سارے مالی حقوق ادا کرنا ضروری ہونگے.

شیخ عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ درج ذیل فرمان باری تعالی کی تفسیر میں کہتے ہیں:

تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو، لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالی اس میں بہت ہی بھلائی کر دے النساء (19).

یعنی: تمہارے - اے خاوندوں - لیے ضروری ہے کہ تم اپنی بیویوں کو ناپسند کرنے کے باوجود اپنے پاس رکھو؛ کیونکہ اس میں بہت بڑی خیر ہے، اس میں اللہ کے حکم کی پیروی اور اس پر عمل کرنا، اور اللہ کی وصیت کو قبول کرنا جس میں دنیا و آخرت کی سعادت پائی جاتی ہے.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے: بیوی سے محبت نہ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اس کے ساتھ رکھنے پر مجبور کرنے میں نفس کے ساتھ جہاد اور اخلاق حمیدہ اختیار کرنا ہے، اور ہو سکتا ہے وہ کراہت و ناپسندیدگی ختم ہو جائے، اور بیوی سے محبت کرنے لگو، جیسا کہ عام طور پر واقع بھی ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے نیك و صالح بیٹا پیدا ہو جائے جو دنیا و آخرت میں والدین کو فائدہ دے.

اور یہ سب کچھ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب خاوند بیوی کے لیے اپنے پاس رکھنا ممکن ہو اور اس میں کوئی مانع نہ ہو، اور اگر علیحدگی اور جدائی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور بیوی کو اپنے پاس رکھنا ممکن نہ ہو تو پھر اسے اپنی عصمت میں رکھنا لازم نہیں.

دیکھیں: تفسیر السعدی (172).

واللہ اعلم .